خاندانی منصوبہ بندی

اسلامی تعلیمات کے تناظر میں

عبدالشکور رضوی ایم۔اے

جب ۱۹۴۷ء میں مملکتِ خداداد پاکستان معرض وجود میں آئی تو ماہرین کا اندازہ یہ تھا کہ کچھ عرصہ بعد اسے گنجان آبادی کا سامنا کرنا پڑے گا چنانچہ دو دہائیاں گزرنے کے بعد سربراہان مملکت نے اسے ایک سنجیدہ مسئلہ تصور کیا چونکہ ان دنوں عالمی تحریک عروج پر تھی لہٰذا اس سے متاثر ہو کر پورے ملک میں خاندانی منصوبہ بندی کے مراکز کا جال بچھا دیا گیا۔ اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے ایک سو پچپن ملین روپے مختص کئے گئے اور ساتھ ہی اس منصوبہ کو حق ثابت کرنے کے لئے وزارتِ صحت، محنت اور سماجی بہبود قرآن و حدیث کا سہارا لیا۔ میڈیا پر لوگوں کو اس کی بھرپور ترغیب دی گئی قرآن وسنت کے صریح مخالف اور بے شمار برائیوں کی طرف دعوت دینے والی اس تحریک کی علمائے حق نے بھرپور مخالفت کی اور آج تک اس تحریک کے جواز میں جہاں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے وہاں اس کے رد میں بھی بہت کچھ تحریر ہوا۔ ہم نے غیر جانبدارانہ سوچ رکھ کر اس موضوع پر قلم اٹھایا؟ اور اس بات التزام کیا ہے کہ اپنے موقف کو مضبوط دلائل سے ثابت کیا جائے اگر ہمارا موقف مبنی برحق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مہربانی سے ہے اور اگر کسی پہلو میں غلطی ہے تو یہ ہماری اپنی علمی کم مائیگی اور کوتاہ اندیشی ہے۔

اللہ رب العزت سرکار ابد قرار ﷺ کے نعلین پاک کے تصدق سے صداقتِ مسئلہ کے سربستہ راز ہمارے اوپر کشا فرمائے امین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

منصوبہ بندی کا مفہوم

شاید منصوبہ بندی کا کلمہ اتنا ہی قدیم ہو جتنی فارسی یا اردو زبان ۔ یوں تو اس قدامت انگیز کلمہ کی وسعتِ معنوی بالکل واضح اور ظاہر ہے مگر جب سے اس کا التصاق تحریک ضبطِ تولید سے ہوا ہے اکثر اوقات بغیر نسبت و تناسب کے حالتِ تجرد میں وسعتِ معنوی سے محروم نظر آتا ہے اور فیملی پلاننگ کے مفہوم میں مقید دکھائی دیتا ہے۔ خیر منصوبہ بندی ہو یا خاندانی منصوبہ بندی اس سے مراد میاں، بیوی کا اپنے اختیار سے برضا و رغبت ایسی تدابیر کا اختیار کرنا ہے جو ان کے خیال میں عورت کے حمل کو ایک خاص مدت تک روک سکتی ہوں آسان الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ افزائشِ نسل کو روکنا خاندانی منصوبہ بندی کہلاتا ہے۔ دورِ حاضر میں منعِ حمل کے لئے متعدد حیرت انگیز ایجادات ہوئی ہیں لیکن منصوبہ بندی کے لئے ذرائع کی یہ جدت اس بات کو مستلزم نہیں کہ تحدیدِ اولاد کا جذبہ بھی جدید اور حالیہ ہو ایسا ہرگز نہیں زمانۂ قدیم میں بھی افزائش نسل کو روکنے کے لئے عزل، اسقاط حمل، قتل اولاد اور برہم چرچ کی شکل میں مختلف طریقے قابلِ عمل تھے مؤخر الذکر تینوں طریقے بہیمانہ اور غیر فطری ہیں لہٰذا شرعی حکم کے تعین کے لئے ان پر غور وفکر درست نہیں البتہ اول الذکر طریقہ، ضبط تولید اس قابل ہے کہ شرعی حکم کے تعین کے لئے اس پر غور فکر کیا جا سکے منعِ حمل کی اس تدبیر کا ذکر ہمیں عہدِ رسالت میں بھی ملتا ہے یہاں پر نفسِ ثبوت کے لئے صرف ایک حدیث مبارک پیش خدمت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

لقد کنا نعزل علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ۱ ؎

ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عزل کیا کرتے تھے۔

عہدِ رسالت میں مروج منعِ حمل کی اس قدیم صورت کا مفہوم کیا ہے؟ اس کا مقصد کیا ہے؟ اور اس کا حکم کیا ہے؟ یہاں ان تمام صورتوں کی وضاحت کی جارہی ہے ملاحظہ ہو۔

وما توفیقی الا بالله العلی العظیم

عزل کا معنیٰ اور مفہوم:

عَزَلَ یَعْزِلُ عَزْلاً کا معنیٰ ہے الگ کردینا، جدا کردینا اسی سے معتزلہ اور عُزّال ہے اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہلسنت اور خوارج دونوں کو گمراہ سمجھ کر ان سے الگ ہو گئے تھے ان لوگوں کو قدریہ بھی کہا جا

☆ ایسا عمل جو شرعاً ثابت ہو وہ مقدم ہوتا ہے ایسے عمل پر جو شرط سے ثابت ہو ☆

تا ہے اور اسی سے ہی اَلْمِعْزَال ہے جس کا معنیٰ ہے علیحدہ چرنے والا، سفر میں الگ اترنے والا [۱]

یہ ہے کلمہ کی لغوی تحقیق ۔ اس کی اصطلاحی تعریف کے بارے میں حضرت امام نووی علیہ الرحمتہ یوں رقمطراز ہیں۔

العزل هو ان یجامع فاذا قارب الانزال نزع وانزل خارج الفرج ۲ـ

عزل سے مراد یہ ہے کہ مرد جب جماع کر رہا ہو اور وہ انزال کے قریب پہنچ جائے تو الگ ہو جائے اور فرج سے باہر مادہ خارج کردے۔

تھوڑی سی وضاحت کے ساتھ شیخ احمد علی سہارنپوری عزل کی وضاحت یوں کرتے ہیں۔

العزل بفتح المهملة وسكون الزاء ان یخرج ذكره من الفرج اذا قارب الانزال فیصیب المنی خارج الفرجة لئلا تتعلق المراة بالولد ۳ـ

عزل فتح المہملہ اور زاء کے سکون کے ساتھ مرد کا اپنے ذکر کو فرج سے اس وقت باہر نکال لینا ہے جب انزال کا وقت قریب پہنچے مرد اپنی منی کو فرج داخل میں پہنچانے کی بجائے فرج خارج میں اس لئے پہنچاتا ہے تاکہ عورت بچہ جننے سے لاتعلق رہے۔

عزل کے جدید متبادلات

قدیم دور چونکہ ایجادات کا دور نہیں تھا جس کی وجہ سے عزل کے علاوہ کوئی دوسرا حیرت انگیز ذریعہ منظر عام پر نہیں آسکا حالیہ دور چونکہ ایجادات وتحقیقات کا زمانہ ہے لہٰذا اس میں ضبط تولید، منع حمل برتھ کنٹرول اور فیملی پلاننگ وغیرہ کے لیے متعدد ذرائع معرضِ وجود میں آئے ہیں جن پر نظر کر کے عقل انسانی حیران و ششدر رہ جاتی ہے عزل کے جدید متبادلات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۔ پانی کی پچکاری سے دھونا (Douche)

۲۔ عضویاتی طریقہ (The rhythm method)

۳۔ مادۂ تولید کے جرثوموں کو دواؤں کے ذریعے ختم کرنا۔ (Spermicdes)
مثلاً Suppositires اور فومنگ ٹیبلٹ وغیرہ

۴۔ غلاف (Sheath/condom)

☆ بیع منابذہ یہ ہے کہ: بائع مبیع کو مشتری کی طرف پھینک دے ☆

۵۔ پردہ ڈالنا(Diaphragm)

۶۔ اندرون رحم پیوند کاری مثلاً لوپ اور کوائل وغیرہ لگوانا۔

(Intra-Uterine Device I.u Deg loop coil)

۷۔ پروگیسٹوجین گولی(Progrestrogen pill Only)

۸۔ پروگیسٹوجین انجیکشن(Progrestrogen injection)

۹۔ مخصوص مانع حمل گولی(The pill)

یہ تفصیل تو ابھی تک کے موجدات منع حمل کی ہے جدید میڈیکل سائنس آگے اس میدان میں کیا کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیتی ہے دیکھتے جایئے۔

ابھی تک ضبط تولید کے جو ذرائع معرض وجود میں آئے ہیں ان میں sheath,condom,injection اور tablets کا استعمال بہت زیادہ ہے ان تمام ذرائع میں طبی مضمرات نہ صرف یہ کہ قرین قیاس ہیں بلکہ یقینی ہیں بایں وجہ کہ ان کے استعمال واستخدام سے فطری طریقہ کی جو توہین ہوتی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں condom اور sheath کے استعمال سے ذکر کے خارجی حصہ اور فرج کی اندرونی ساخت کے مابین مسامی مناسبت برقرار نہیں رہ سکتی جس کی وجہ سے فرج اور ذکر کی فطری بناوٹ اور طبعی ساخت میں بگاڑ کافی حد تک یقینی ہو جاتا ہے نہیں تو کم از کم التذاذ کی عدم تکمیل کے باعث اعصابی نظام ضرور متاثر ہوتا ہے اور injection اور tablets کے استعمال حیوان منوی اور بیضۂ رحمی کے احتلاطی اثرات کو بذریعہ شدتِ حدت بے اثر کیا جاتا ہے جس سے غدی نظام کا بگڑ جانا بالکل یقینی ہو جاتا ہے یہ ایسے حقائق ہیں جس کو ان ذرائع کی موجد میڈیکل سائنس بھی قبول کر چکی ہے بلکہ اس سے بچنے کا مشورہ دے چکی ہے چنانچہ ڈاکٹر ستیاوتی لکھتی ہیں۔

> ''بعض صورتوں میں ضبط ولادت کے نتائج خطرناک نکلتے ہیں، سکون قلب جاتا رہتا ہے، نفسیاتی ہیجان پیدا ہو جاتا ہے، اعصابی بے چینی رہنے لگتی ہے، نیند غائب ہو جاتی ہے، انسان مراق اور ہسٹیریا کا شکار رہنے لگتا ہے۔ دماغی توازن بگڑ جاتا ہے، عورت بانجھ ہو جاتی ہے اور مردوں کی قوت مردمی زائل ہو جاتی ہے۔[1]

لندن کے مشہور ڈاکٹر ریئیل ڈیوکس کی رائے شیخ مودودی یوں نقل کرتے ہیں۔

☆بیع مرابحہ: خرید کردہ شے کی قیمت بتا کر اس کو نفع پر فروخت کرنا☆

ضبط تولید کی یہ گولیاں خطرناک نتائج کی حامل ہیں ان سے دوران سر اور اعصابی تکالیف ہی نہیں سرطان (cancer) جیسے موذی مرض کے پیدا ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔[2]

ہم اپنے موقف کی تائید میں یہی دو شہادتیں کافی سمجھتے ہیں بالفرض اگر یہ طبی مضرات متحقق نہ بھی ہوں تو اخلاقی مضرات کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ضبطِ تولید کے یہ مخترعات فاعل اور مفعولہ کو زنا جیسے قبیح جرم پر جری بناتے ہیں کیونکہ یہی مخترعات ان دونوں صنفوں کو منعِ حمل کا یقین دلاتے ہیں لیکن جہاں تک تعلق ہے عزل کا تو اس کے اندر اس قسم کے طبعی یا اخلاقی مضرات نہیں ہیں عزل انسان کو منعِ حمل کا اس طرح یقین مہیا نہیں کرتا جس طرح کہ یہ جدید ذرائع، لہٰذا اس واضح فرق اور بین تفاوت کے ہوتے ہوئے اصولاً تعینِ حکم کے لئے عزل اور ان مخترعات کو ایک ہی پلڑے پر نہیں رکھا جانا چاہیے۔ لیکن جب ہم ان کے مقصد اور قبول نسخ کو دیکھتے ہیں تو دونوں میں یکسانیت پاتے ہیں لہٰذا اس دو جہتی یگانگت کی بناء پر ان ذرائع کو عزل کے قائم مقام قرار دے دیا جائے تو کوئی قباحت لازم نہیں آتی نیز ان کی حکمی حیثیت بھی متعین ہو جاتی ہے ہر چند کہ ان سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

عزل اور اس کے تناظر میں مخترعات ضبط کا حکم

اب ہم یہاں عزل کے حکم کے تحقق وتعین کے لئے اولاً قرآن مجید کی طرف رجوع کرتے ہیں ازاں بعد احادیث نبویہ سے استفادہ کریں گے تاکہ جہاں عزل کی حکمی حیثیت مقرر ہو جائے وہاں اسی کے تناظر میں ضبط تولید کے مذکورہ جدید آلات کی حکمی حیثیت بھی مقرر ہو جائے تفصیل پیشِ خدمت ہے۔ ملاحظہ ہو

قران مجید اور عزل

قرآن مجید کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ اس نے عزل کے حق میں یا اس کے خلاف کوئی واضح بیان نہیں دیا باوجود اس کے کہ عین نزول قرآن کے وقت عزل کا طریقہ مروج تھا جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔

کنا نعزل والقران ینزل [1]

ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے اور نزول قرآن کا

☆ بیع سلم: قیمت پہلے ادا کرنا اور بیع بعد میں مقررہ مدت پر وصول کرنا ☆

سلسلہ جاری تھا۔

اگر عزل فی نفسہ مذموم ومقہور ہوتا تو قرآن مجید فوراً اسے حرام قرار دے دیتا یقیناً اللہ تعالیٰ کی مقدس کلام کا خاموش رہنا 'عزل' کی عدم حرمت پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول اس کی تائید کرتا ہے۔

لو کان شیئاً منھی عنه لنھانا عنه القران ۲؎

اگر عزل برا اور ممنوع ہوتا تو قرآن مجید ہم کو اس سے روک دیتا۔

قرآن مجید کا واضح طور پر عزل کے حق میں یا اس کے خلاف بیان نہ دینا اس بات کو مستلزم نہیں کہ اس نے جواز یا عدم جواز کے بارے میں کوئی اصول اور قانون ہی وضع نہ فرمایا ہو بھلا جو کتاب لا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین کی حامل ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اس میں نہ کسی چیز کا تفصیلی ذکر ہو اور نہ ہی اجمالی تذکرہ ہاں یہ ضرور ہے کہ کسی چیز کے اجمالی تذکرہ سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے قرآن مجید کی بنظر غائر ورق گردانی کرنی پڑتی ہے آیئے موضوع بحث مسئلہ سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے قران مجید کو بنظر عمیق دیکھیں۔ کلام الٰہی کا یہ طریق کار ہے کہ وہ بسا اوقات کسی چیز کی حرمت کی علت بیان کرتا ہے بیان علت کا مقصود حکمت سے خالی نہیں ہے بیانِ علت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ روزمرہ کے پیش آمدہ مسائل پر غور وخوض کیا جائے اگر ان کے اندر بھی وہی علت پائی جائے جس کو قران پاک نے کسی چیز کی حرمت کے حوالے سے بیان کیا تو اشتراکِ علت کے بنا پر حکم کو متعین کرلیا جائے سرکار علیہ الصلوۃ والسلام اور پھر آپ ﷺ کی اتباع میں علمائے کرام نے اسی حکمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسائل کی حکمی حیثیت کو متعین کیا ہے اس پر علمی بحث پیش خدمت ہے۔

اشتراک علت کی بنا پر حکم کا تعین

امام نظام الدین الشاشی علیہ الرحمہ اپنی بینظیر تصنیف اصول الشاشی میں لکھتے ہیں

نمثال العلة المعلومة بالکتاب کثرة الطواف فانھا جعلت علة لسقوط الحرج فی الاستئذان فی قوله تعالیٰ

۱؎ صحیح بخاری حدیث رقم ۲۶۰۹

☆ بیع تولیہ: وہ بیع جو صرف ثمن اول کے ساتھ ہو ☆

"**لیس علیکم ولا علیهم جناح بعد هن طوافون علیکم بعضکم علی بعض**" **ثم اسقط رسول الله علیه السلام حرج نجاسة سورة الهرة بحکم هذه العلة فقال علیه السلام الهرة لیست بنجسة فانها من الطوافین علیکم والطوافات** ١ ۔

ایسی علت جو کہ قران مجید سے معلوم ہو اس کی مثال کثرت طواف ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے اس قول "**لیس علیکم ولا علیهم جناح**" کے مطابق گھر میں آنے کی اجازت کے موقعہ پر سقوط حرج کی علت قرار دیا ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ بلی ناپاک نہیں ہے کیونکہ وہ ان میں سے ہے جو تمہارے پاس کثرت سے آنے جانے والوں یا کثرت سے آنے جانے والیوں میں سے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے غلاموں اور نابالغ لڑکوں کے لیے گھروں میں اجازت لے کر داخل ہونے کے حرج کو ساقط کر دیا اور حضور ﷺ نے سور الھرۃ کی نجاست کے حرج کو ساقط کر دیا چونکہ غلاموں اور نابالغ لڑکوں کے لیے اس خصوصی رعایت کی علت "زیادہ آمدورفت" تھی، تو جب سید عالم ﷺ نے سور الھرۃ کے مسئلے پر غور فرمایا تو زیادہ آمدورفت کو اس کی فطرت میں پایا لھذا آپ نے اشتراک علت کی بنا پر بلی کے جھوٹے کو پاک قرار دے دیا مذکورہ عبارت میں مصنف نے اسی اصول کو ہی موضوع بحث بنایا ہے اور دلائل سے اس اصول کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اشتراک علت کی بنا پر حکم کا تعین کوئی مفروضہ نہیں بلکہ سید الانبیا ﷺ کے طریقہ کے عین مطابق ہے ۔

شریعت اسلامیہ میں اس ضابطہ کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے بے شمار فقہی جزئیات کی حکمی حیثیت کی بنیاد اسی ضابطے پر قائم ہے یہاں پر چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں ملاحظہ ہوں

ا۔ فقہائے کرام علیھم الرحمہ نے جنون کو سقوط نماز کی علت قرار دیا حالانکہ صرف اغماء کا سقوط نماز کے لئے علت قرار پانا ثابت ہے لیکن چونکہ جس طرح اغماء میں قوائے مدرکہ وقوائے محرکہ تعطل کا شکار ہو جاتے ہیں اسی طرح جنون میں بھی تعطل کا شکار ہو جاتے ہیں اسی اشتراک کی بناء پر فقہاء نے جنون کو سقوط نماز کا سبب قرار دیا اسی مسئلہ کے بارے میں علامہ حسام الدین علیہ الرحمہ نے اپنی معروف کتاب حسامی میں

١ المنجد ص ۶۵۰ ۲ شرح صحیح مسلم للنووی۔ ج ۱ ص ۴۶۴ ۳ حاشیہ ترمذی ج ۱ ص ۲۱۵

☆ بیع تولیہ: وہ بیع جو صرف ثمن اول کے ساتھ ہو ☆

اصولی بحث یوں فرمائی ہے۔

الثالث ان یظھر اثر جنس الوصف فی عین ذلک کالجنون ثبت کونہ علة لا سقاط الصلوة بالنص والجنون جنس الاغماء فلما ثبت کون الجنون علة لسقوط الصلوة فصح جعل الاغماء ایضا علة لسقوطھا [۱]

''علت کا تیسرا موضوع یہ ہے کہ جنس وصف کا اس کے عین میں ظاہر ہونا ہے جس طرح کہ جنون، نص کے ذریعے جنون سقوطِ نماز کی علت ثابت ہوا اور چونکہ جنون اغماء (بے ہوشی) کی جنس سے ہے پس جنون کا سقوط نماز کی علت ہونا ثابت ہو گیا تو اغماء کا بھی سقوط نماز کے لئے علت ہونا صحیح ہوا''۔

۲۔ شیخ اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

''**سعی فی خرابھا** فرمانا بطور تعلیل کے ہے اور خراب مقابل ہے عمارت کا اور عمارت مسجد کی ذکر وصلوۃ سے ہے پس خراب یعنی ویرانی ایسے امر سے ہوگی جو منافی ہو ذکر وصلوۃ کے پس اگر مسلم سے مسجد میں کوئی فعل خلاف ذکر وصلوۃ ہو تو وہ بھی اس ملامت کا مورد ہوگا بوجہ اشتراکِ علت کے'' [۲]

آیت **ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا** کا شانِ نزول کفار ومشرکین کے حق میں ہے اس کے باوجود شیخ تھانوی نے اشتراکِ علت کی بنیاد پر ان مسلمانوں کو بھی اس ملامت کا مصداق قرار دیا ہے جو ایسے افعال کے مرتکب ہوتے ہیں جو ذکر وصلوۃ کے منافی ہوں۔

۳۔ امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے قبر پر اذان دینے کے استحباب پر ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے ''ایذان الاجر فی اذان القبر'' فتاوی افریقہ میں وہ قبر پر اذان دینے کی وجہ پر یوں روشنی ڈالتے ہیں۔

[۱] جدید حیاتیاتی علوم اور اسلام ص ۵۷

☆ بیع مساومہ: خرید کردہ قیمت کا اعتبار کیے بغیر کسی شے کو فروخت کرنا ☆

''اس سے مقصود دفع وحشت، دفع شیطان ونزول رحمت وحصول اطمینان ہے۱؎

علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب فضیلت اذان پر ایک حدیث پاک رقم کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

فعلم ان الاذان سبب للمغفرة و صاحب القبر يحتاج اليها. ۲؎

''ثابت ہوا کہ اذان مغفرت کا سبب ہے اور صاحب قبر اسی کا محتاج ہوتا ہے۔''

مولٰنا محمد عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

''چونکہ قبر میں شیطان آکر ورغلاتا ہے اس لئے اذان دی جاتی ہے تاکہ شیطان رفع ہو۔''۳؎

احادیث نبویہ میں ان باتوں کی وضاحت موجود ہے کہ اذان دافع وحشت وشیطن اور سبب رحمت و مغفرت اور ذریعہ حصول اطمینان ہے ان سب باتوں کا صاحب قبر کو احتیاج ہوتا ہے پس اسی اشتراکِ علت کی بناء پر القبر علی الاذان کو علمائے احناف نے مستحب قرار دیا ہے یہاں تک کہ فقہ حنفی کی بڑی بڑی کتب میں بھی اسے مستحب قرار دیا گیا ہے نفس ثبوت کے لئے صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

انه يسن الاذان لغير الصلوة... عندا نزال الميت القبر ٤؎

نماز کے علاوہ بھی اذان مسنون ہے جس طرح کہ۔۔۔میت کو قبر میں اتار چکنے کے وقت۔

دور حاضر میں بدعت کی آڑ میں اس مسئلہ کو ضرورت سے زیادہ وجہ نزاع بنا دینا قابل صد افسوس بھی ہے اور اصول شرع کے خلاف بھی۔

اس اصول کو ذہن نشین کر لینے کے بعد قران مجید کی طرف آیئے اللہ رب العزت نے مفلسی کے خوف سے قتلِ اولاد سے منع فرمایا ہے ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

لا تقتلو ا اولاد كم خشية املاق نحن نرز قهم وايا كم ان قتلهم كان خطا كبيرا ۱؎

۱؎ اسلام اور ضبط تولید ص ۸۷ بحوالہ پاکستان ٹائمز ۲ ستمبر ۱۹۵۹ء ۲؎ ایضاً ص ۸۸

☆ بیع باطل: جو بیع نہ اصل کے اعتبار سے جائز ہو اور نہ ہی وصف کے اعتبار سے ☆

''تنگیٔ رزق کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل مت کرو ان کو اور تم کو ہم رزق دیتے ہیں بے شک ان کا قتل بہت بڑا گناہ ہے۔''

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ ضبط تولید کے مذکورہ تمام ذرائع مع عزل پر قتل ولد کا تحقق نہیں ہوسکتا کیونکہ ''ولد'' تو نطفہ کے استقرار کے نو ماہ بعد وجود میں آتا ہے تو جب ''ولد'' کا وجود ہی نہیں تو پھر قتلِ ولد کا تحقق کیسے ہوگا؟ لیکن یہ ضرور ہے کہ مذکورہ بالا آیت میں قتل ولد کی حرمت کی جو علت بیان ہوئی ہے وہ ''خشیۃ املاق'' ہے اگر یہی علت اور یہی سبب ضبط تولید میں موجود ہو تو یہ مذکورہ بالا قانون کی روشنی میں اشتراکِ علت کی بنیاد پر ناجائز اور حرام قرار پائے گا شارح صحیح مسلم مولانا غلام رسول سعیدی صاحب اس ضمن میں یوں لکھتے ہیں۔

''پس جو شخص ضبطِ تولید کا عمل تنگی رزق کی بناء پر کرتا ہے تو اس کا یہ فعل بلاشبہ حرام ہے کیونکہ قران مجید میں اللہ تعالیٰ نے قتلِ اولاد کو حرام کرنے کی یہی علت بیان فرمائی ہے۔۲''

غلط فہمی کا ازالہ

یہاں پر کوئی اس غلط فہمی کا شکار نہ ہو کہ جس طرح ضبطِ تولید رزق کی تنگی کے خوف کے علاوہ بعض وجوھات کی بناپر جائز ہو جاتا ہے (جن کا ذکر عنقریب آرہا ہے) اسی طرح رزق کی تنگی کا خوف کارفرما نہ ہو تو قتلِ ولد بھی روا ہو جائے گا ایسا ہرگز نہیں کیونکہ قران مجید نے ایک دوسرے مقام پر اس امر کی وضاحت فرمادی ہے کہ کسی بھی جان کو ناحق قتل نہیں کرنا چاہیے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولا یقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق ۱؎

اور جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا وہ اسے ناحق ہلاک نہیں کرتے۔

اسی ضابطے کے تناظر میں آیئے قران عظیم کے ایک دوسرے مقام پر غور کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

واذ المئوودة سئلت بای ذنب قتلت ۲؎

اور جب زندہ درگور بچی سے سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی۔

۱ صحیح بخاری حدیث رقم ۴۸۰۸، مشکوۃ حدیث رقم ۲ صحیح بخاری حدیث رقم ۴۸۰۸

☆احتکار: لوگوں کی ضرورت کے وقت گرانی کی نیت سے غلہ کو روکنا احتکار کہلاتا ہے☆

اس آیت مبارکہ کے ضمن میں ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ یوں رقمطراز ہیں۔

''۱)عام اہل عرب کی معاشی حالت بڑی خستہ ہوتی تھی بچیوں کو پالنا، جوان کرنا پھر ان کی شادی کرنا وہ اپنے لئے نا قابل برداشت بوجھ تصور کرتے تھے، اس لئے ان کو بچپن ہی میں ٹھکانے لگا دیا کرتے تھے، قبائل میں باہمی کشت وخون روزمرہ کا معمول تھا لڑکے جوان ہو کر ایسی لڑائیوں میں ان کا ہاتھ بٹاتے لڑکیاں لڑائیوں میں بھی شرکت نہ کرسکتیں اور پھر ان کو دشمن کی دستبرد سے بچانے کے لئے بھی انھیں کافی تردد کرنا پڑتا اس لئے وہ انھیں زندہ رکھنا اپنے لئے وبال جان سمجھتے۔

۲)ان کی جاہلانہ نخوت بھی اس کا سبب تھی وہ کسی کو اپنا داماد بنانا اپنی توہین سمجھتے تھے اس سے بچنے کا یہی آسان طریقہ تھا کہ بچی زندہ ہو نہ اسے بیاہا جائے اور نہ کوئی ان کا داماد بنے''۔۳

اسی آیہ مبارکہ کے حوالے سے صاحب تفسیر جلالین لکھتے ہیں۔

(واذا الموودة) ای الجارية تدفن حية خوف العار والحاجة (سئلت) تبكيتا لقاتلها (بای ذنب قتلت) وقرئت بكسر التاء حكاية لما تخاطب به وجوابها ان تقول قتلت بلا ذنب ٤۔

اور مئوودۃ سے یعنی اس لڑکی سے جسے عار وحاجت کے خوف سے زندہ درگور کیا گیا پوچھا جائے گا اس کے قاتل کو سرزنش کی غرض سے کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی قتلت کو تاء کے کسرہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے یہ حکایت ہے اس بات کی جس کے ساتھ اسے مخاطب کیا جارہا ہے اور اس کے جواب کی کہ وہ کہے گی مجھے بغیر گناہ کے قتل کیا گیا۔

شاید اتنے سنگین جرم کا ارتکاب وہ اس لئے بھی کرتے ہوں کہ یہ ہماری اولاد ہے ہم ان سے ہر طرح کے سلوک کا حق محفوظ رکھتے ہیں لیکن انھیں کیا معلوم کہ اولاد کے معاملہ میں ایسا سنگین جرم اللہ تعالیٰ کے ہاں اور بھی بھیانک ہوجایا کرتا ہے ڈاکٹر محمد عثمان لکھتے ہیں۔

۱ اصول الشاشی محشی ص ۲۶۵

''یہ مت سمجھنا کہ یہ ہماری اولاد ہے اس میں ہم جو چاہیں تصرف کریں بلکہ اولاد ہونے کی وجہ جرم اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے۔'' ۱

گو اب دنیا کے کسی کونے میں یہ مذموم سوچ اور مقہور فکر باقی نہیں رہی بلکہ جونہی قران مجید نے ایک درد بھرے لہجے میں ان کے کلیجے پر دستک دی تو یہ قبیح حرکت یکسر موقوف ہو گئی اسی حقیقت کو صاحب فتح المنان یوں تحریر فرماتے ہیں۔

''یہ ایسا پر اثر بیان ہے کہ اس کے بعد عرب سے یہ رسم یک لخت موقوف ہو گئی۔'' ۲

یہاں ضمناً یہ عرض کرنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ عرب میں جہاں لڑکیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا جیسا کہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کا معمول تھا ۳ وہاں بعض قبائل مفلسی کی وجہ سے بچوں کو بھی مار ڈالا کرتے تھے بعض آیات میں لڑکیوں کے زندہ درگور کرنے کا واقعہ بیان ہوا ہے جیسا کہ درج بالا آیت میں بیان ہوا ہے اور بعض آیات میں لڑکے اور لڑکیوں دونوں کو مفلسی کی وجہ سے قتل کئے جانے کا ذکر ملتا ہے مفلسی کی وجہ سے دونوں کے قتل کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے۔

ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ذلکم وصکم بہ لعلکم تعقلون ۴۔

اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انھیں سب کو رزق دیں گے اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی ہیں اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو یہ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ تمہیں عقل ہو۔

اس آیت مقدسہ کے ضمن میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

ان میں ان لوگوں سے خطاب ہے جو غریبی کی وجہ سے لڑکے لڑکیوں کو قتل کر ڈالتے تھے جو مالدار صرف لڑکیوں کو قتل کرتے تھے ان کا ذکر دوسری آیات میں ہے۔ ۱

۱ الحسامی بالنامی ج ۲ ص ۲۲۵ ۲ خطبات حکیم الامت حصہ حقوق و فرائض ج ۴ ص ۴۸۔

☆ اقالہ: خرید و فروخت کے معاملہ کو ختم کرنا اقالہ کہلاتا ہے ☆

اس ساری بحث سے مقصود یہ تھا کہ ان وجوہات کا علم ہو جائے جو زمانہ جاہلیت میں بچے اور بچیوں کے زندہ درگور کرنے کا باعث تھیں دیگر وجوہات کے علاوہ ایک سبب ''خشیۃ املاق'' ہے اور قرآن نے قتل ولد سے منع فرماتے ہوئے اس علت کا خصوصی ذکر فرمایا ہے پس آج بھی اگر کوئی شخص بوجہ خشیۃ املاق ضبط تولید کے طریقوں پر عمل پیرا ہے تو اشتراکِ علت کی بناء پر اس کا یہ اقدام حرام و ناجائز قرار پائے گا۔ اسی طرح لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی دیگر وجوہات کے علاوہ ایک سبب ''عار'' تھا جس کا ذکر تفسیر ضیاء القران کے حوالے سے گزر چکا ہے پس آج بھی اگر کوئی شخص بوجہ عار بیٹی کی پیدائش سے بچنے کی غرض سے مانع حمل ذرائع استعمال میں لائے تو یہاں بھی اشتراکِ علت ہی کی بنیاد پر اس کا یہ اقدام حرام و ناجائز قرار پائے گا امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

لڑکیوں کی پیدائش کو عار اور ناپسند سمجھنے کی وجہ سے عزل حرام ہے۔[۲]

آیئے اسی حوالے سے ایک اور آیت مقدسہ پر غور کرتے ہیں ارشاد ربانی ہے۔

قد خسر الذین قتلوا اولادھم سفھابغیر علم و حرمو اما رزقھم الله افتراء علی الله ۳ھ

وہ لوگ خسارے میں پڑ گئے جنھوں نے اپنی نادانی سے بغیر سمجھے بوجھے قتل کیا اور اس نعمت کو جو اللہ نے انھیں عطا کی تھی اللہ پر افتراء باندھ کر اپنے اوپر حرام کرلیا۔

اس آیت مقدسہ میں اللہ رب العزت نے ان لوگوں کو بھی خاسر قرار دیا جو اللہ تعالٰی کے عطا کردہ رزق کو اپنے اوپر حرام کرلیا کرتے تھے قدیم مفسرین نے یہاں پر رزق کا معنیٰ ''حلال غذائیں'' کیا ہے جیسا کہ صاحب تفسیر مظہری اسی آیت مبارکہ کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

یعنی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو انہوں نے حرام بنالیا اور اس حکم کی نسبت غلط طور پر اللہ کی طرف کی۔[۱]

گو یہ معنیٰ اور مفہوم اپنی جگہ صد فی صد درست ہے مگر حق یہ ہے کہ یہاں پر اللہ جل شانہٗ نے **مـــا رزقھم الله** کے جو کلمات ذکر فرمائے ہیں وہ حکمت سے خالی نہیں ہیں رزق اپنے اندر معنوی وسعت

[۱] فتاوی افریقہ ص ۲۴ [۲] العقائد والمسائل ص ۷۷ [۳] تصحیح العقائد ص ۱۱۸ [۴] ردالمختار باب الاذان ج ا ص ۲۵۸۔

☆ بیع من یزید: بولی کی بیع (یعنی جو زیادہ قیمت لگائے گا) اسی کو شے فروخت کی جائے گی ☆

کا بحر بیکراں رکھتا ہے صاحب المنار رزق کا مفہوم واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

الرزق فی اللغة النصیب والعطاء و یطلق علی الحسی والمعنوی ۲؎

رزق لغت میں حصہ اور بخشش کو کہا جاتا ہے اس کا اطلاق حسی اور معنوی دونوں چیزوں پر ہوتا ہے۔

رزق کے اس وسیع مفہوم کے اندر نعمت تناسل اور اس کے نتائج بھی شامل ہیں لھذا جس طرح اولاد کو قتل کرنا سبب خسران ہے اسی طرح مباشرت سے پرہیز کرنا یا نتائج وظیفہء تناسل سے بچنے کی غرض سے بلا عذر ضبط تولید کے ذرائع کو استعمال میں لانا بھی گھاٹے کا سودا ہے۔ خیر قرآن کے ان واضح دلائل کی موجودگی میں مروجہ منصوبہ بندی کے جواز کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی۔

ایک وضاحت طلب امر

آیت ''**لا تقتلوا اولادکم**'' کے ضمن میں جن لوگوں نے ضبط تولید کو حقیقی طفل کشی قرار دیا ہے انھوں نے بھی اصولی غلطی کی ہے اور جن لوگوں نے تنگیء رزق کے خوف کی علت کے باوجود ضبط تولید کو جائز قرار دیا ہے انھوں نے بھی اصولی غلطی کی ہے اور قتل ولد کی حرمت کی علت منصوصہ پر غور کرنے کی زحمت نہیں فرمائی۔ دراصل اس مذکورہ آیت کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے اس دقیق نقطہ کو ملحوظ رکھنا ''تنگیء رزق کے خوف کی وجہ سے منصوبہ بندی'' اسی باریک فرق کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے اس موضوع پر قلم اٹھانے والے بہت سے حضرات افراط وتفریط کا شکار ہوئے ہیں حالانکہ ان دونوں صورتوں کو بنظر غائر دیکھا جائے تو ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ بیان جواز میں حجتہ الاسلام کا ''معقول مالی دشواریوں'' ۳؎ کا ذکر کرنا زیادتی ومشقت سے متعلق ہے نہ کہ تنگی رزق کے خوف سے متعلق۔ اس کا تعلق تنگی رزق کے خوف سے قائم کرنا صرف دھوکہ دہی اور ناانصافی ہی نہیں بلکہ امام غزالی جیسی پابند شریعت اور مقتدائے حقیقت شخصیت کی توہین بھی ہے۔ اس اصولی بحث کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ مالی مشقت کی وجہ سے خاندانی منصوبہ بندی نہ تو قران وسنت کی صراحت کے خلاف ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ پر توکل کے خلاف۔ اس امر میں کوئی شک نہیں کہ اس کائنات کی ہر چیز کا رازق اللہ تعالیٰ ہی ہے

۱؎ الاسراء: ۳۰ ۲؎ شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۸۷۹

☆ بیع بالقاء الحجر: بائع یا مشتری کہے اگر میں نے مبیع پر پتھر پھینک دیا تو ہم میں (ہمارے درمیان) بیع ہوگی۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

• وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها ۱؎

زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔

یہ وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف کئے بغیر انسان مومن ہی نہیں ہوسکتا لیکن یہ ایمان اسباب رزق کو بروئے کار لانے اور رزق کو حاصل کرنے کے لئے مصروفِ عمل ہونے کے ہرگز منافی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کارگہ حیات میں حصول رزق کے بے شمار وسائل تخلیق فرمائے ہیں اگر اسباب رزق کو بروئے کار لانا اور حصول رزق کے لئے جہد کرنا ایمان کے منافی ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی اس کی ترغیب نہ دیتا اور اللہ رب العزت یہ ارشاد کبھی بھی نہ فرماتا۔

فاذا قضیت الصلوة فانتشر وافی الارض وابتغوا من فضل اللہ ۲؎

پس جب نماز پوری ہوجائے تو زمین میں پھیک جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرو۔

پس جو انسان اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر سر تسلیم خم کرلیتا ہے اللہ کے خزانوں میں سے اسے حصہ مل جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر سر تسلیم خم کرنے کی بجائے اس پر جھوٹا توکل کرتا ہے وہ تہی دست رہتا ہے۔ اور پھر جو انسان حصول رزق کیلئے محنت وکوشش زیادہ اور تگ ودو کرتا ہے اس کو اسکی محنت اور جہد کے تناسب سے رزق ملتا ہے کوشش زیادہ ہو رزق زیادہ کوشش کم ہو تو رزق کم ملتا ہے اور پھر یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بعض انسان زیادہ دانشمند ہونے کی وجہ سے باوجود قلت جہد کے زیادہ رزق حاصل کرلیتے ہیں بعض انسان لیاقت کی کمی کی وجہ سے باوجود کثرت جہد کے کم رزق حاصل کرتے ہیں۔ لیاقت، قوت اور دانش مندی کے معیار میں تفاوت ایک فطری عمل ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا پس اگر کسی انسان میں ان اوصاف کی قلت ہے اور وہ اس بنیاد پر کثرت اولاد سے بچنے کیلئے ذرائع مانع حمل استعمال میں لاتا ہے تو اس کا یہ اقدام نہ تو غلط ہوگا اور نہ ہی عقیدۂ توحید کے منافی ہوگا، ایسے شخص کے بارے میں یہ رائے قائم کرنا کہ اس کا اللہ کے رازق ہونے پر یقین نہیں خلاف حقیقت اور خلاف تصریح قرآنی ہے اور اس

۱؎ الفرقان: ۶۸ ۲؎ التکویر: ۹ ۳؎ ضیاء القران ج۵ ص۵۰۱ ۴؎ تفسیر الامامین الجلیلین ص۸۹۲

☆ توکیل: جس تصرف کا خود مالک ہے غیر کو اس تصرف میں اپنے قائم مقام کردینا ☆

نظریہ پر یہ آیت بے مثال دلیل ہے

لایکلف اللہ نفساً الا وسعھا ۱؎

اور اللہ کسی پر اسکے مقدور سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا

احادیث مبارکہ اور عزل

عزل کے سلسلہ میں ہمیں ذخیرۂ احادیث میں دو طرح کی روایات ملتی ہیں۔ ایک طرح کی ایسی ہیں جن میں ''عزل'' کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری طرح کی ایسی ہیں جن میں ''عزل'' سے نہی ثابت ہوتی ہے وہ روایات جن میں عزل کے جواز کا پہلو نکلتا ہے ان میں چند ایک درج ذیل ہیں

۱۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ذکر العزل عند رسول اللہ ﷺ فقال ولم یفعل احدکم ولم یقل فلا یفعل ذٰلک احد کم فانہ لیست نفس مخلوقۃ الا اللہ خالقھا ۲؎

حضرت ابو سعید حذری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عزل کا ذکر کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا تم ایسا کیوں کرتے ہو اور یہ نہیں فرمایا کہ یہ نہ کرو کیونکہ جو نفس بھی پیدا ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پیدا کر کے رہے گا۔

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال کنا نعزل علی عھد رسول اللہ ﷺ والقرآن ینزل ۳؎

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں عزل کرتے تھے اور قران مجید نازل ہو رہا تھا۔

۳۔ عن جابر ان رجلا اتی رسول اللہ ﷺ فقال ان لی جاریۃ ھی خادمنا و سانیتنا وانا اطوف علیھا وانا اکرہ ان تحمل فقال اعزل عنھا ان شئت فانہ سیاتیھا ما قدر لھا فلبث الرجل ثم اتاہ فقال ان الجاریۃ قد حبلت فقال

۱؎ الکتاب ص ۳۱۴ ۲؎ فتح المنان المعروف تفسیر حقانی ج ۴ ص ۱۹۸ ۳؎ تفسیر مظہری ج ۴ ص ۲۲۳ ۴؎ انعام

☆ حجر: بچپن یا غلامی یا جنون کی وجہ سے قولی تصرف سے منع کرنا ☆

اخبرتک انه سیاتیها ما قدر لها ۱؎

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا میری ایک باندی ہے جو ہمارے گھر کا کام کاج کرتی ہے اور پانی لاتی ہے اور میں اس سے مقاربت کرتا ہوں اور اس کے حاملہ ہونے کو ناپسند کرتا ہوں آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اس سے عزل کرلو لیکن جو تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا کچھ عرصہ بعد وہ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا باندی تو حاملہ ہوگئی پس آپ نے فرمایا میں نے تمہیں خبر دی تھی کہ جو تقدیر میں ہے وہ ہو کر رہے گا۔

٤۔ عن ابی سعید الخدری قال سئال رسول الله ﷺ عن العزل فقال او تفعلون لا علیکم الا تفعلو افانه لیس من نسمة قضی الله لها ان تکون الا هی کائنة ۲؎

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا تم ایسا کیوں کرتے ہو تم پر کوئی حرج نہیں اگر تم ایسا نہ کرو جس روح کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کردیا وہ پیدا ہو کر رہے گی۔

٥۔ عن ابی سعید الخدری قال ذکر ذلک عند رسول الله ﷺ قال وماذا کم قلنا الرجل تکون له المراة فیصیبها ویکره الحمل وتکون له الامت فیصیب منها و یکره ان یحمل منه قال لا علیکم ان لا تفعلو افانما هو القدر۳؎

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کی بارگاہ میں عزل کا ذکر کیا آپ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا ہے ہم نے عرض کیا کہ ایک آدمی کی بیوی ہے وہ اس سے مباشرت کرتا ہے اور حمل کو ناپسند کرتا ہے ایک آدمی کی باندی ہے وہ اس سے جماع کرتا ہے اور اس کے حمل کو ناپسند کرتا ہے آپ نے فرمایا تم پر کوئی حرج نہیں اگر تم ایسا نہ کرو کیونکہ یہ معاملہ تقدیر سے متعلق ہے۔

٦۔ عن ابی سعید الخدری اصبنا سبیافکنا نعزل فسالنا رسول الله ﷺ فقال اوانکم لتفعلون قالها ثلثا ما من نسمة

۱۔ نورالعرفان ص ۲۲۳۵ ۲۔ احیاء العلوم ج ۳ ص ۵۲ ۳۔ الانعام: ۱۴۰

☆ خیار شرط: کسی چیز کو خریدتے وقت لینے یا نہ لینے کا اختیار رکھنا۔

کائنة ابی یوم القیامة الاھی کائنة ۱؎

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ہم نے عورتوں کو قید کیا اور لونڈیاں بنایا ہم ان سے عزل کرتے تھے آخر ہم نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عزل کرنا کیسا ہے آپؐ نے فرمایا کیا تم ایسا کرتے ہو تین بار یہی فرمایا (ایسا کرنے میں کوئی فائدہ نہیں کیونکہ) جو جان قیامت تک دنیا میں آنے والی ہے وہ آکر رہے گی۔

۷۔عن ابی سعید الخدری ان رجلا قال یا رسول اللہ ان لی جاریة وانا عزل عنها وان اکرہ ان تحمل وانا ارید ما یرید الرجل وان الیهود تحدث ان العزل مؤودة الصغری قال کذبت یهود ولواراد اللہ ان یخلقه ما استطعت ان تصرفه ۲؎

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک باندی ہے جس سے میں عزل کیا کرتا ہوں مجھے اس کا حمل قرار پانا پسند نہیں ہے کیونکہ میں اس سے وہی چاہتا ہوں جو عام طور پر لوگ چاہتے ہیں اور یہودی کہتے ہیں کہ عزل کرنا چھوٹی طفل کشی ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہودی جھوٹ کہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ اسکو پیدا کرنا چاہے تو اسکو کوئی روک نہیں سکتا۔

اب چند ایک وہ روایات پیش کی جاتی ہیں جن میں عزل کے بارے میں عدم جواز کا پہلو نکلتا ہے۔

۱۔عن جزامة بنت وهب اخت عکاشة قالت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اناس وهو یقول لقد هممت ان انهی عن الغیلة فنظرت فی الروم و فارس فاذ اهم یغیلون اولادهم فلا یضر اولادهم ذلک شیئا ثم سالوه عن العزل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک الوأد الخفی ۱؎

۱؎ تفسیر مظہری ج۴ص۲۲۳ ۲؎ بحوالہ ضیاء القرآن ج۱ص۱۳۳۱ احیاء العلوم ج۲ص۵۲

عکاشہ کی بہن جذامہ بنت وھب سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لوگوں کے ساتھ حاضر ہوئی حضورﷺ فرمارہے تھے کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں غیلہ سے منع کردوں مگر میں نے فارسیوں اور رومیوں میں غور کیا تو وہ لوگ اپنی اولاد میں غیلہ کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو یہ عمل نقصان نہیں دیتا پھر لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے متعلق پوچھا تو آپﷺ نے فرمایا یہ خفیہ زندہ درگور کرنا ہے۔

۲۔عن جذامة بنت وھب الاسدية انھا قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قدارد ت ان انھى عن الغيال فاذا فارس والروم يغيلون فلا يقتلون اولادھم وسمعتهٗ يقول وسئل عن العزل فقال ھو الوأد الخفى ۲ ؎

حضرت جذامہ بنت وھب اسدیہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے غیال سے منع کرنے کا ارادہ کیا تھا جبکہ فارس اور روم کے لوگ بھی غیال کیا کرتے تھے پس وہ نہ مارتے اپنی اولاد کو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ آپﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا گیا فرمایا یہ چھوٹی طفل کشی ہے۔

نفس ثبوت کے طور پر ہم نے صرف چند احادیث پیش کرنے پر اکتفا کیا ہے ورنہ دونوں سلسلوں میں کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں علامہ شوکانی نے اپنی مشہور کتاب ''نیل الاوطار'' میں ان تمام کو اکھٹا کیا ہے ان دونوں قسم کی احادیث پر غور کرنے کے بعد امام نووی علیہ الرحمہ نے ان کے درمیان تطبیق دینے کی یوں سعی فرمائی ہے۔

ثم ھذه الاحاديث مع غير ھا يجمع بينھما بان ماور د فى النھى محمول على الكراھية التنزية وماورد فى الاذن فى ذلک محمول على انه ليس بحرام وليس معناه فنى الكراھة ۱ ؎

۱ ھود:۶ ۲ الجمعہ:۱۰۱

☆بیع ملامسہ: بائع یا مشتری کہے کہ اگر میں نے تجھے یا تیرے کپڑے کو چھولیا تو ہمارے درمیان بیع ہوگی☆

جوازوالی احادیث اور عدم جواز والی احادیث کو اس طرح جمع کیا جائے گا کہ وہ احادیث جو نہی میں وارد ہوئی ہیں انھیں مکروہ تنزیہی پر محمول کیا جائے اور وہ احادیث جو(عزل) کی اجازت میں وارد ہوئی ہیں انھیں اس بات پر محمول کیا جائے کہ ''عزل'' حرام نہیں ہے اس کا مطلب کراہت کی نفی کرنا نہیں ہے۔

شیخ ابن قیم دونوں قسم کی روایات اور فقہاء کی مختلف آراء نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

فیمن اباحة مطلقا احتج بما ذکرنا من الاحادیث وبان حق المراة فی ذوق العسیلة لا فی الانزال من حر مطلقا احتج بها رواه مسلم فی صحیحه من حدیث عائشة عن جزامة بنت وهب اخت عکاشة قالو اهذاناسخ لا خبارا لا باحة ۲۔

بعض لوگوں نے عزل کو مطلقاً مباح کیا ہے اور انھوں نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں اس لئے کہ عورت کا حق مرد سے لذت یاب ہونا ہے نہ کہ انزال بعض لوگوں نے اس کو مطلقاً حرام کہا ہے انھوں نے حضرت عائشہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں جذامہ بنت وھب سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حرمت والی حدیث اباحت والی حدیث کو منسوخ کرتی ہے۔

ان دونوں طرح کی احادیث کے بارے میں امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے بڑی تفصیلی گفتگو فرمائی ہے بخوف طوالت اس ساری تفصیل کو تو درج نہیں کیا جا سکتا البتہ خلاصہ پیش خدمت ہے۔

بعض محدثین نے جذامہ کی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اس وجہ سے کہ یہ اس مسئلہ پر موجود بہت ساری احادیث کی مخالفت کرتی ہے دوسری بات یہ کہ یہ کیسے ممکن ہے ایک طرف تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہود کے قول کی مخالفت فرما رہے ہوں اور دوسری طرف حمایت، بعض محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے یعنی ابتداء میں اہل کتاب کی رائے سے اتفاق کیا گیا لیکن بعدازاں اسے ترک کر دیا گیا محدثین میں ابن حزم جذامہ کی حدیث کے حق میں تھے اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اسے ناسخ خیال کرتے تھے بعدازاں علامہ ابن

۱الانعام:۱۵۲ ۲صحیح مسلم حدیث رقم ۲۸۰۸ ۳صحیح بخاری حدیث رقم ۴۸۰۸

☆ بیع مقائیضہ یہ ہے کہ: سامان کے بدلے سامان کی بیع ہو☆

حجر نے ابن قیم کے مذکورہ قول کو نقل فرمایا۔ [۱]

ان دونوں اقسام کی روایات کو تطبیق دینے کی سعی شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی علیہ الرحمہ نے یوں فرمائی ہے۔

> ان دونوں حدیثوں میں اتفاق کی صورت کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام طحاوی سے منقول ہے کہ حضرت جابر کی حدیث جذامہ کی حدیث کی ناسخ ہے۔ [۲]

ایک محتاط راستہ

دونوں قسم کی روایات میں حتی الامکان تطبیق کی کوشش کی جائے تا کہ ضعف وصحت، ترک وقبول اور ناسخیت ومنسوخیت کی پیچیدگیوں سے بچا جا سکے تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جس حدیث میں عزل کو طفل کشی قرار دیا گیا ہے اس کو معنوی طفل کشی پر محمول کیا جائے اور جس حدیث میں عزل کو طفل کشی قرار دینے کی تردید کی گئی ہے اس کو حقیقی طفل کشی پر محمول کیا جائے یہودی یقیناً عزل کو حقیقی طفل کشی سمجھتے تھے شیخ ابن قیم کہتے ہیں کہ یہودیوں کے قول کی تغلیط اس وجہ سے کی گئی کہ ان کے خیال میں عزل کی صورت میں استقرارِ حمل بالکل نہیں ہوتا اس لئے وہ اسے طفل کشی قرار دیتے چنانچہ یہودیوں کی تردید کی گئی اور انھیں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ تخلیق کے آگے عزل کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس لئے عزل کو حقیقی طفل کشی قرار نہیں دیا جا سکتا [۳]۔ امام غزالی علیہ الرحمہ کا یہ قول بھی ہمارے موقف کا مؤید ہے۔

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول یہ چھوٹی طفل کشی ہے آپ کے قول شرک خفی کی طرح ہے۔ [۴]

ہمارے اسی موقف پر ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ اکثر محدثین نے طفل کشی کی روایت کو کراہت تنزیہی پر اور علاوہ ازیں روایات کو بیانِ جواز پر محمول کیا ہے اسی ضمن میں امام نووی علیہ الرحمہ کا بیان تحریر کیا جا چکا ہے علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کا بھی یہی موقف ہے وہ فرماتے ہیں۔

ذلک لا یدل علی حرمة العزل بل یدل علی

[۱] صحیح مسلم حدیث رقم ۲۶۰۶ [۲] ابن ماجہ حدیث رقم ۱۹۱۶ [۳] صحیح مسلم حدیث رقم ۲۶۰۳، سنن نسائی حدیث رقم ۳۲۷۵

کراھۃ ۱؎

یہ عزل کی حرمت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ کراہت پر دلالت کرتی ہے۔

اگر عزل حقیقی طفل کشی ہوتا تو محدثین کو اسے صریح حرام قرار دینا چاہیے تھا لیکن چونکہ یہ حقیقی طفل کشی تھا ہی نہیں لہٰذا انھوں نے اسے کراہت تنزیہی پر محمول کیا ان مضبوط دلائل اور ٹھوس حقیقت کے سامنے شیخ ابن حزم کا یہ قول بالکل لائق التفات نہیں رہتا کہ ''عورت سے وطی واجب اور عزل حرام ہے۔''

عورت کی رضا اور عزل

عزل کے حوالے سے احادیث نبویہ علی صاحبھا الصلوۃ کا مطالعہ کرنے سے ایک اور بات سامنے آتی ہے کہ جن روایات میں عزل کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے اس کے جواز کو کچھ دوسری احادیث میں بیوی کی اجازت کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے ایک حدیث مبارک میں آتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد عورت کے ساتھ اس کی مرضی کے بغیر عزل سے منع فرمایا ہے۔ ۲؎

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما یوں روایت کرتے ہیں۔

تستامرا لحرة فی العزل ولا تستامرا لامة السرية فان كان تحت حر فعليه ان يستامرها

آزاد عورت سے عزل میں اجازت لی جائے گی اور محض باندی سے اجازت نہیں طلب کی جائے گی اور اگر باندی آزاد مرد کے نکاح میں ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس سے عزل کی اجازت لے ۳؎

عزل کے جواز کو بیوی کی اجازت سے ان دو وجوھات کی بناء پر مشروط کیا گیا ہے۔

۱۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ اولاد کا پیدا ہونا بیوی کا حق ہے اور عزل سے اس کی حق تلفی ہوتی ہے۔ ۴؎

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ عزل مباشرت کے عمل میں انبساط کو گھٹا دیتا ہے۔ ۵؎

عزل کے بارے میں فقہاء کی آراء

عزل کے بارے میں فقہاء کی آراء درج ذیل ہیں۔

۱؎ صحیح بخاری حدیث رقم ۴۸۰۹ ۲؎ سنن ابی داؤد حدیث رقم ۱۸۵۶

☆ بیع سوم علی سوم وغیرہ: دوسرے شخص کے بھاؤ پر بھاؤ لگانا۔ (یہ ناجائز ہے) ☆☆

احناف کا نظریہ

امام کیسانی فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر شوہر کا عزل کرنا مکروہ ہے کیونکہ مباشرت کے نتیجہ میں انزال تولید کا سبب ہے اور بیوی کا حق ہے کہ اس سے اولاد پیدا ہو عزل بچہ کی پیدائش کو روکتا ہے اور اس طرح بیوی کے حق کی نفی ہوتی ہے لیکن اگر عزل کا عمل اس کی اجازت کے بعد کیا جاتا ہے تو یہ مکروہ نہیں کیونکہ اس نے اپنا حق ضائع کرنے کی اجازت دے دی۔ [۱]

مالکیوں کا نظریہ

عن ام ولد لابی ایوب الانصاری انه کان یعزل عن عبدالله عمرانه کان لا یعزل وکان یکره العزل [۲]

حضرت ابو ایوب انصاری کی ام ولد سے روایت ہے کہ وہ عزل کیا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ وہ عزل نہیں کیا کرتے تھے اور عزل کو مکروہ جانتے تھے۔

حنابلہ کا نظریہ

کسی سبب کے بغیر عزل کرنا مکروہ ہے لیکن یہ حرام نہیں ہے عزل آزاد عورت کی مرضی کے بغیر نہیں کرنا چاہیے۔ [۳]

فقہائے ثلاثہ کے ان نظریات سے پتا چلتا ہے کہ وہ بغیر کسی وجہ کے عزل کو مکروہ سمجھتے تھے نیز وہ بن وجہ عذر جوازِ عزل کو اجازتِ زوجہ پر منطبق فرماتے تھے۔ علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں۔

"فقہائے ثلاثہ (حنفی، مالکی اور حنبلی) اس بات پر متفق ہیں کہ بیوی سے اس کی اجازت کے بغیر "عزل" نہ کیا جائے۔ [۴]

شوافع کا نظریہ

شوافع کے نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

رہے فقہائے شافعیہ تو اس سلسلے میں ان کے مختلف اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ بیوی کی اجازت کے بغیر عزل جائز ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وطی کو وہ عورت کا حق

[۱] صحیح مسلم حدیث رقم ۲۶۱۳، مشکوۃ حدیث رقم ص ۲، [۲] سنن ابن ماجہ حدیث رقم ۲۰۰۱

☆ بیع مساومہ: خرید کردہ قیمت کا اعتبار کیے بغیر کسی شے کو فروخت کرنا ☆

تسلیم نہیں کرتے لیکن ان کا یہ قول درست نہیں ہے کیونکہ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس علیہم الرضوان کی روایات اس قول کے خلاف ہیں ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ جب عورت منع کر دے تو عزل جائز نہیں اور جب اجازت دے دے تو دو قول ہیں اور صحیح یہ ہے کہ جائز ہے۔ [1]

فقہ جعفری کا نظریہ

مسلم بی۔ ایف اس حوالے سے فقہ جعفری کے نظریہ کی وضاحت یوں کرتے ہیں۔

''آزاد عورت کے ساتھ عزل کرنا اس کی منظوری کے بعد جائز ہے لیکن عورت کی مرضی نکاح منعقد ہونے سے پہلے حاصل کرنا ضروری ہے۔'' [2]

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ امت مسلمہ کے فقہاء کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ بغیر کسی وجہ شرعی کے عزل جائز نہیں اور اگر وجہ شرعی موجود ہو تو بیوی سے اجازت ضروری ہے بیوی اجازت دے تو عزل جائز ہوگا اور اگر بیوی اجازت نہ دے تو عزل جائز نہ ہوگا نیز تمام آئمہ کے نزدیک جب بھی عذر شرعی موجود ہو تو خاوند بیوی سے عزل کی اجازت لے سکتا ہے سوائے فقہ جعفری کے وہ انعقاد نکاح سے قبل عورت سے اجازت لینا ضروری قرار دیتے ہیں۔

(جاری ہے)

بانی مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

حضرت علامہ مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث الوری کے فتاوی کا مجموعہ

فتاوی دیداریہ

شائع ہوگیا

ترتیب وتخریج حضرت مولانا مفتی محمد علیم الدین مجددی

مکتبۃ العصر کریالہ (منزل رضوان الصادق) جی ٹی روڈ گجرات

☆ بیع فاسد: جو بیع اصل کے اعتبار سے جائز ہو لیکن وصف کے اعتبار سے جائز نہ ہو ☆